کتاب الآداب

مسلم شریف

طالب دعا:محمد یار عطاری
03086509627
استاد مہترم:نیازرضاالمدنی جامعۃالمدینہ اوکاڑہ

کتاب الآداب

ابو القاسم کنیت رکھنے کی ممانعت اور ناموں میں سے جو نام مستحب ہیں ان کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو بقیع میں ابو القاسم کہہ کر آواز دی رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مراد نہیں لیا بلکہ میں نے فلاں کو پکارا ہے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم میرا نام تو رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ناموں میں سے اللہ کے یہاں پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔

فائدہ:

کنیت یہ ہے کہ انسان اپنی اولاد کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے کہ فلاں کا باپ وغیرہ مثلا ابو محمد، ابو القاسم وغیرہ، اہل عرب میں کنیت کا رواج بہت زیادہ تھا اس حدیث میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ابو القاسم کنیت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ آپ کی کنیت تھی۔

علماء نے اس ممانعت کو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے زمانہ کے ساتھ مخصوص مانا ہے اور آپ کے بعد اس کی اجازت دی ہے کیونکہ اگر اب کسی کو اس کنیت سے پکارا جائے گا تو اشتباہ کا امکان نہیں اور بعض نے اس ممانعت کو اس پر محمول کیا ہے کہ جس شخص کا نام میرے نام سے مشابہہ ہو اس کیلئے ابو القاسم کنیت رکھنا درست نہیں البتہ جس کا نام محمد نہ ہو وہ ابو القاسم کنیت اختیار کر سکتا ہے کیونکہ اس میں اشتباہ کا امکان نہیں۔

صحابی رسول حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس (بچہ) کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کیا تو اس نے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہو کر آپ سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: انصار نے اچھا کیا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا اپنے لڑکے کا نام رباح، سیار، افلح اور نافع نہ رکھو۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلمات چار ہیں: سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور تجھے ان میں سے کسی بھی کلمہ کو شروع کرنا نقصان نہ دے گا اور تم اپنے بچے کا نام سیار، رباح، نجیح اور اصلح نہ رکھنا کیونکہ تم کہو گے فلاں یعنی اصلح اور وہ نہ ہو گا کہنے والا کہے گا اصلح (کامیاب) نہیں ہے اور یاد رکھو یہ الفاظ (یسار، رباح، نجیح، افلح چار ہی ہیں۔ انہیں زیادہ کے ساتھ میری طرف منسوب نہ کرنا۔

اس حدیث میں برے نام رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے اور چار نام رکھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن علماء نے فرمایا کہ یہ ممانعت کراہت تنزیہی پر محمول ہے کیونکہ خود رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ایک غلام کا نام رباح تھا اور ایک آزاد کردہ غلام تھے جس کا نام یسار تھے

نام رکھنے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بزرگوں، مثلا انبیاء، صحابہ، صلحاء کے نام پر بچوں کے نام رکھے جائیں نام بگاڑے نہ جائیں۔ بامعنی ہوں۔ غلط معنی والے نہ ہوں یا ایسے معنی نہ ہوں جن سے ناگوار معنی کی طرف ذہن جائے مثلاً حدیث میں بیان کیا گیا کہ اصلح یا نافع نام نہ رکھے جائیں۔ اصلح کے معنی کامیاب اور نافع کے معنی نفع بخش ہیں حدیث میں

فرمایا کہ اگر کوئی پکارے کہ نافع جواب میں کوئی کہے کہ نافع نہیں ہے تو اس کے ایک معنی یہ ہوں گے کہ نفع بخش چیز نہیں ہے گویا ایک ناگوار معنی کی طرف ذہن منتقل ہو گا یہ درست نہیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے متعدد لوگوں کے نام غلط معنی والے ہونے کی وجہ سے تبدیل فرمائے تھے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمر کی بیٹی عاصیہ (نافرمانی کرنے والی) کا نام تبدیل کر کے جمیلہ رکھ دیا کیونکہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ نافرمانی کرنے والا ہو اور نام کے اثرات چونکہ شخصیت پر پڑتے ہیں اس لیے غلط معنی والے ناموں سے اجتناب ضروری ہے اسی طرح برہ (نیک) نام کو بھی تبدیل فرمادیا۔

برے ناموں کو اچھے ناموں سے تبدیل کرنے اور برہ کو زینب سے بدلنے کے استحباب کا بیان

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا تو جمیلہ ہے اور روای حدیث احمد نے اخبرنی کی جگہ عن کا لفظ کر فرمایا ہے۔

حضرت (عبد اللہ) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک بیٹی کو عاصیہ کہا جاتا تھا رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔

حضرت (عبد اللہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت جویریہ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا اور آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے وہ برہ یعنی نیکی کے پاس سے نکل گیا۔

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب کا نام برہ (پاکیزہ) تھا تو اسے کہا گیا کہ وہ از خود پاکیزہ بنتی ہے۔ تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کا نام زینب رکھ دیا۔

شہنشاہ نام رکھنے کی حرمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے برا نام یہ ہے کہ کسی آدمی کا نام شہنشاہ رکھا جائے۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے ابو عمر سے اخنع کا معنی پوچھا تو انہوں نے کہا: سب سے زیادہ ذلیل۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مروی احادیث میں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض اور بدترین آدمی وہ ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہوگا اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔

ملک الاملاک، یا ملک الملوک یا شہنشاہ نام رکھنا بھی حدیث کی رو سے منع ہے۔ کیونکہ ملک اللہ تعالی کا صفاتی نام ہے اور وہی احکم الحاکمین ہے۔

اسی طرح اللہ تعالی کے وہ صفاتی نام جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں وہ بغیر عبد کی اضافت کے کسی انسان کے نام رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی پکارنا جائز ہے مثلاً الرحمن الرحیم،

پیدا ہونے والے بچے کو گھٹی دینے اور گھٹی دینے کیلئے کسی نیک آدمی کی طرف اٹھا کر لے جانے کے استحباب اور ولادت کے دن اس کا نام رکھنے کے جواز اور عبد اللہ، ابراہیم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھنے کے استحباب کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ میں عبد اللہ بن ابی طلحہ انصاری کی ولادت کے بعد اسے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس وقت سخت کام میں مشغول تھے یعنی اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے۔ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: کیا تیرے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اور میں نے کچھ کھجوریں آپ صَلَّی اللہ تعالی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں اپنے منہ میں ڈال کر چبایا پھر اس بچے کا منہ کھول کر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں بچے کے منہ میں ڈال دیا بچہ نے اسے چوسنا شروع کر دیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: انصار کو کھجوریں پسندیدہ ہیں اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا بیمار تھا ابو طلحہ کہیں باہر تشریف لے گئے تو بچہ فوت ہو گیا جب ابو طلحہ واپس آئے تو پوچھا: میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم نے کہا: وہ پہلے سے افاقہ میں ہے پھر انہیں شام کا کھانا پیش کیا ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کھانا کھایا پھر اپنی بیوی سے صحبت کی جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا: بچے کو دفن کر دو رہ جب ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے رات کو صحبت بھی کی؟ تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے اللہ! ان دونوں کیلئے برکت عطا فرما۔ چنانچہ ام سلیم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھے کہا کہ اسے اٹھا کر نبی کریم صَلَّی اللہ تعالی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لے جاؤ۔ انس رضی اللہ تعالی عنہ اسے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لائے ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا نے کچھ کھجوریں بھی ساتھ بھیج دیں۔ نبی کریم نے بچے کو لے کر فرمایا: کیا اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کیا جی ہاں کھجوریں ہیں۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں چبایا پھر ان کھجوروں کو بچہ کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر اس کے تالو سے لگایا اور ان کھجوروں کو بچہ کے منہ میں ڈال دیا۔

حضرت عروہ بن زبیر اور فاطمہ بنت منذر بن زبیر رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا حالت حمل میں ہجرت کیلئے چلیں۔ جب قباء آئیں تو عبد اللہ پیدا ہوئے۔ پھر وہ رسول اللہ کی خدمت میں گھٹی کیلئے حاضر ہو میں تو رسول اللہ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عبد اللہ کو ان سے لے لیا اور اپنی گود میں بٹھا کر کھجور منگوائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں ہم تھوڑی دیر کھجور میں تلاش کرتے رہے۔ پھر آپ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے چبا کر اس کا لعاب دہن بچہ کے منہ میں ڈالا۔ پس سب سے پہلی چیز جو اس بچہ کے منہ میں گئی وہ رسول اللہ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لعاب تھا۔

ابو اسید نے اپنے بیٹے کو اٹھانے کا حکم دیا تو اسے رسول اللہ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ران پر سے اٹھالیا گیا وہ اسے لے گئے۔ جب رسول اللہ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے کام سے فارغ ہو کر متوجہ ہوئے تو فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے اسے اٹھالیا ہے۔ آپ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ فلاں ہے۔ آپ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ اس کا نام منذر ہے۔ پھر آپ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کا نام اسی دن سے منذر رکھ دیا۔

تحنیک کرنا مسنون عمل ہے چنانچہ ہمارے معاشرہ میں گھٹی دینے کا رواج اسی تحنیک کی شکل ہے بچہ کی پیدائش کے بعد کسی نیک صالح انسان سے منہ میں کھجور نرم کروا کر بچہ کے منہ میں ڈالنا چٹانا تحنیک کہلاتا ہے۔ صحابہ کرام اپنے بچوں کی پیدائش پر اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

لاولد کیلئے اور بچہ کی کنیت رکھنے کے جواز کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے تھے۔ میرا ایک بھائی تھا جسے ابو عمیر کہا جاتا تھا۔ راوی حدیث کہتا ہے، میں گمان کرتا ہوں کہ

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اس کا دودھ چھوٹ گیا۔ جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لاتے تو اسے دیکھ کر فرماتے: اے ابو عمیر (ایک پرندے کا نام ہے) نے کیا کیا اور وہ اس پرندہ سے کھیلا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کنیت صرف وہ شخص ہی نہیں رکھ سکتا جو صاحب اولاد ہو بلکہ بے اولاد شخص بھی کنیت رکھ سکتاہے۔ حدیث سے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بچوں سے مزاح اور خوش طبعی کرنا بھی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی کہ یہ عمل سنت ہے دینداری طبیعت میں خوش طبعی پیدا کرتی ہے

غیر کے بیٹے کو محبت وپیار کی وجہ سے اے میرے بیٹے کہنے کے جواز کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے مجھے "اے میرے بیٹے" فرمایا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ دجال کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے میں نے جتنے (زیادہ) سوال کئے اور کسی نے نہیں گئے۔ تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے فرمایا: اے بیٹے! تجھے اس کے بارے میں کیا فکر ہے وہ تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک یہ بات اس سے بھی زیادہ آسان ہے، (تعجب نہ کرو)۔

اجازت مانگنے کے بیان میں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو موسٰی رضی اللہ تعالی عنہ گھبرائے یا سہمے ہوئے ہمارے پاس آئے۔ ہم نے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے

کہا: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ میں ان کے دروازے پر حاضر ہوا تو میں نے تین مرتبہ سلام کیا لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا تو میں واپس آگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے (بعد میں کہا کہ تم کو ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کے دروازے پر حاضر کو تین مرتبہ سلام کیا لیکن جواب نہ دیا گیا تو کوئی تین مرتبہ اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو چاہیئے کہ وہ واپس لوٹ جائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اس پر گواہی پیش کرو ورنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا، ان کے ساتھ وہی جائے گا جو قوم میں سب سے چھوٹا ہو گا۔ ابو سعید نے کہا: میں نے عرض کیا: میں قوم میں سب سے چھوٹا ہوں۔ فرمایا: ان کو لے جاؤ۔

اجازت طلب کرنے کا طریقہ

بعض فقہاء نے فرمایا کہ جب کسی کے گھر میں جانا ہو تو سلام کرنے سے قبل استیناس کرے یعنی صاحب خانہ کو اطلاع دے کہ میں (فلاں شخص) حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ پھر سلام کرے تا کہ صاحب خانہ مانوس ہو جائے اور اسے وحشت نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں استیناس کو سلام سے مقدم فرمایا ہے جبکہ اس کے برعکس بعض حضرات نے فرمایا کہ سنت طریقہ یہی ہے کہ سلام کرے پھر اجازت طلب کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہی طریقہ ثابت ہے یہ اس وقت ہے جب صاحب خانی تک آواز پہنچ جائے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

وَاِنۡ قِيۡلَ لَكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا هُوَ اَزۡكٰى لَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ

اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

کسی کا دروازہ بجانے سے متعلق دو اہم باتیں :

جب بھی کسی کے گھر جائیں تو دروازہ بجانے سے پہلے دو باتوں کا ضرور لحاظ رکھیں۔

(1)... کسی کا دروازہ بہت زور سے کھٹ کھٹانا اور شدید آواز سے چیخنا خاص کر علماء اور بزرگوں کے دروازوں پر ایسا کرنا اوران کو زُور سے پکارنا مکروہ و خلافِ ادب ہے۔

(مدارک، النور، تحت الآیۃ:۲۸، ص۷۷۶)

لہٰذا درمیانے انداز میں دروازہ بجائیں اور آواز دینے کی ضرورت ہو تو درمیانی آواز سے پکاریں، یونہی جس کے گھر پہ بیل لگی ہو تو ایسا نہ کریں کہ بٹن پر ہاتھ رکھ کر ہی کھڑے ہو جائیں اور جب تک دروازہ کُھل نہ جائے اس سے ہاتھ نہ ہٹائیں بلکہ ایک بار بٹن دبا کر کچھ دیر انتظار کریں، اگر دروازہ نہ کھلے تو دوبارہ بجالیں، کچھ دیر انتظار کے بعد پھر بجالیں، اگر تیسری بار بجانے کے بعد بھی جواب نہ ملے تو کسی شدید مجبوری اور ضرورت کے بغیر چوتھی بار نہ بجائیں بلکہ واپس چلے جائیں اور کسی دوسرے وقت میں ملاقات کرلیں۔ نیز یہاں یہ بھی یاد رہے کہ تین مرتبہ تک دروازہ بجانے یا گھنٹی بجانے کی اجازت ہے، کوئی واجب نہیں لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو یا ایک مرتبہ دروازہ بجانے پر اگر کوئی دروازہ نہ کھولے تو واپس چلے جائیں۔

(2)... جب کسی کا دروازہ بجائیں اور اندر سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو اس کے جواب میں یہ نہ کہیں کہ میں ہوں، بلکہ اپنا نام بتائیں تاکہ پوچھنے والا آپ کو پہچان سکے۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے قرض کے سلسلے میں حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دروازہ بجایا۔ آپ نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "میں، میں۔" (یعنی میں تو میں بھی ہوں) گویا آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

(بخاری، کتاب الاستئذان، باب ماذا قال: من ذا؟ فقال: انا، ۴/ ۱۷۱، الحدیث:۶۲۵۰)

اجازت مانگنے والے سے جب پوچھا جائے کون ہو؟ تو اس کیلئے "میں" کہنے کی کراہت کا بیان

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آواز دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں، میں کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے اجازت مانگی تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ تو نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں، میں۔

علماء نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب استیذان (اجازت) کے جواب میں صاحب خانہ پوچھے کون؟ تو جواب میں یہ کہنا کہ میں ہوں یہ درست نہیں کیونکہ صاحب خانہ کا مقصد تو باہر کھڑے شخص کے نام سے تعارف حاصل کرنا ہے اور "میں" سے کسی شخص کا تعارف حاصل نہیں ہو۔

غیر کے گھر میں جھانکنے کی حرمت کے بیان میں

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حجرہ مبارک کے دروازے کی دراڑ میں سے جھانکا اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس ایک آلہ تھا جس سے آپ اپنے سر مبارک کو کھجلا رہے تھے۔ جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے دیکھا تو فرمایا: اگر میں جانتا ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو اسے میں تیری آنکھ میں چبھو دیتا اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اجازت لینے کا حکم دیکھنے کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دروازہ کی دراڑ میں سے جھانکا اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس ایک کنگھا تھا جس سے آپ اپنے سر میں کنگھی کر رہے تھے تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اس کنگھی کو تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اجازت لینے کا حکم دیکھنے ہی کی وجہ سے مقرر فرمایا ہے۔

اچانک نظر پڑ جانے کے بیان میں

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نظر کو پھیر لوں۔

تمت بالخیر بحمد اللہ تعالیٰ

واللہ اعلم و رسولہ اعلم عزوجل و صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ